ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

<u>محمد طاہر بوستان</u>

شعبہ ءاُردو، کیڈٹ کالج سوات

<u>ڈاکٹر مظہر احمد</u>

شعبہ ءپشتو، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

<u>صابر علی</u>

اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج طوطہ کان

شیخ سعدیؒ، رحمان باباؒ اور سلطان باہوؒ کا فلسفہ قناعت

<u>Muhammad Tahir Bostan</u>
Deptt; Cadet College Swat.
<u>Dr.Mazhar Ahmad</u>
Deptt of Pashto, University of Malakand
<u>Sabir Ali</u>
Assistant Professor Government College Totakan

Sheikh Saadi Rahman Baba and Sultan Bahoo's Philosophy of fulfillment

This article traces the original source of Rahman Baba' Sheikh Saadi and Sultan Bahoo's philosophy of patience. They left undeletable marks of their services in the field of philosophy, culture, religion, literature and creativity in every shape of knowledge. These three philosophers took the world to storm through their anecdotes, quotations and useful philosophical narrations. They ranked among representative poets of their times. They were great anthropologists. All their poems are based upon human friendship and sound values.

Key Words: *Patience, Traces, Anthropologists, Anecdots, Culture, Philosophy, Quotations, Philosophical, Creativity, Undeletable.*

رحمان باباؒ پشتو کے ایک عظیم شاعر ہونے کے علاوہ عملی طور پر صوفی اور درویش بھی تھے۔انہوں نے متصوفانہ خیالات کو نہایت عمدگی سے اپنی شاعری میں پیش کیا ہے۔ان کی شاعری سادہ، عام فہم اور سلیس ہونے کے علاوہ دل میں اُتر جانے والی بھی ہے۔اپنے صوفیانہ خیالات کو انہوں نے

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

سلاست، روانی اور صفائی سے بیان کیا۔رحمان باباؒ ۱۰۴۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۱۸ھ میں وفات پاگئے۔ شیخ سعدیؒ بھی اپنے وقت کے عظیم شاعر اور فلاسفر گزرے ہیں۔ ان کا اندازِ بیان نرالا ہے۔ان کی حکایات میں بھی صبر کا درس ملتا ہے۔انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں پر راج کیا ہے۔ شیخ سعدی ۱۲۱۰ء میں پیدا ہوئے اور ۹ دسمبر ۱۲۹۲ء کو انتقال کر گئے۔ سلطان باہو۱۶۳۰ء میں پیدا ہوئے۔۱۶۹۱ء میں وفات پائی۔سلطان باہوؒ بھی اپنے دَور کے عظیم شاعر اور فلسفی گزرے ہیں۔آپ نے اپنی شاعری میں حب الوطنی، حبِ الٰہی، دنیا کی بے ثباتی، صبر، شکر، قناعت،صفائے قلب اور احترامِ آدمیت جیسے موضوعات کو مؤثر انداز میں پیش کیا۔یہی وجہ ہے کہ ان تینوں شعرا کے کلام اور ان کی حکایتوں سے خاص و عام محظوظ ہو تے ہیں۔ذیل میں شیخ سعدیؒ،رحمان باباؒ اور سلطان باہوؒ کے ہاں قناعت کے حوالے سے مشترک خیالات کو پیش کیا جارہا ہے۔رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

قناعت مې تر خرقې لاندې اطلس دے
پټ د درست جهان بادشاه ظاهر ګدا يم (۱)

رکھتا ہوں زیر خرقہ میں ملبوس اطلسی
باطن میں بادشاہ ہو ں بظاہر گدا ہوں میں

اس شعر میں رحمان باباؒ قناعت کو اپنائے ہوئے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے اس دنیا میں ایسی شکل اختیار کی ہے کہ میں بظاہر تو فقیر معلوم ہو تا ہوں لیکن باطن سے میں بادشاہ ہوں۔اس دنیا میں رہ کر میں لوگوں کو بظاہر فقیر معلوم ہو تا ہوں لیکن میں اللہ کے دیے ہوئے پر راضی ہوں اس لیے خوش ہوں۔اس خیال کو سلطان باہوؒ کے ہاں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔وہ فرماتے ہیں۔

مال جان سب خرچ کچیوے، کریئے خرید فقیری ہُو
فقر کنوں رب حاصل ہووے کیوں کیجیے دلگیری ہُو
دنیا کارن دین ونجاون کُوڑی شیخی پیری ہُو
ترک دنیا تھیں قادری کیتی باہو، شاہ میراں دی میری ہُو(۲)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

مطلب یہ کہ مال اور جان خرچ کر کے ہمیں فقیری خرید لینی چاہیے۔اس بیوپار میں غمگین کیوں ہوا جائے کہ یہ کوئی گھاٹے کا سودا نہیں کیوں کہ فقر ہی انسان کو محبوب سے ملاتا ہے۔جو لوگ دنیا کی خاطر دین کو گنوا بیٹھتے ہیں ان کی شیخی اور پیری جھوٹ کا پلندہ ہے۔باہو! مرشد کامل شیخ عبد القادر جیلانی نے دنیا کو چھوڑ کر ہی سرداری اورامیری کے مرتبے کو حاصل کیا۔قناعت کے حوالے سے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

بنان خشک قناعت کنیم و جامہ ئ دلق

کہ رنج محنت خود بہ کہ بار منت خلق (۳)

ہم خشک روٹی اور گدڑی کے پہننے پر قناعت کریں گے کیونکہ اپنی مصیبت کا رنج دنیا کے احسان کے بوجھ کے مقابلہ پر بہتر ہے۔شیخ سعدیؒ بھی رحمان باباؒ اور سلطان باہوؒ کا رنگ لیے ہوئے ہیں،کہتے ہیں کہ انسان کو اپنی مصیبت دوسرے انسانوں کو بیان کرناعبث ہے۔ان کے خیال میں کامیاب انسان وہ ہے جو دوسروں کے احسان سے بچ کر مصائب کا مقابلہ کرے۔قناعت کے حوالے سے رحمان باباؒفرماتے ہیں۔

هغو بیا موندو سعادت په دا دنیا

چې وکړو قناعت په دا دنیا (۴)

اس آدمی نے پائی سعادت جہان میں

کی جس نے اختیار قناعت جہان میں

یعنی اس دنیا میں اس انسان کوخوشی نصیب ہوئی جس نے قناعت اپنائی۔ایسا انسان دوسرے انسانوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے جو اپنی زندگی میں قناعت کو جگہ نہیں دیتے۔سلطان باہوؒفرماتے ہیں۔

لا یحتاج جنہاں نو ں ہو یا فقر تنہاں نوں سارا ہُو

نظر جنہاں دی کیمیا ہو وے، اوہ کیوں مارن پارا ہُو

دوست جنہاں دا حاضر ہووے، دشمن لین نہ وارا ہُو

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

میں قربان تنہاں توں باہو، جنہاں ملیا نبی ﷺ سو بارا ہُو[۵]

یعنی جن لوگوں کو دنیا کی محتاجی نہیں رہتی وہی اصل میں کامل فقیر ہوتے ہیں، جس کی نظر خود کیمیا ہو اور جو شخص کسی چیز کو بھی ایک بار دیکھ کر سونا بنانے کی صلاحیت رکھتا ہو اسے پارے کو سونا بنانے کی کیا ضرورت ہے۔جنہیں دوستوں کا ساتھ نصیب ہو ان پر دشمنوں کا وار نہیں چلتا۔باہو! میں ان پر قربان جاؤں کہ جنہیں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہو۔سعدیؒ بھی یوں فرماتے ہیں۔

گر ہمہ زر جعفری(۶) دارد　　　مرد بے توشہ بر نگیر دگام

در بیاباں فقیر سوختہ را　　　شلغم پختہ بہ کہ نقرہ ئ خام[۷]

اگر تیرے پاس تمام خالص سونا موجود ہو　　　دمی بغیر توشہ کے قدم نہیں اُٹھا سکتا

جنگل میں جلے ہوئے فقیر کے لیے　　　پکے ہوئے شلغم نقرہ ئ خام یعنی خالص چاندی سے بہتر ہیں

شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہاگر انسان کے پاس خالص سونا موجود جو قیمتی دھات ہے، تو بھی بے کار ہے کیوں کہ اگر کوئی انسان بھوکاہے اور اس کے پاس سونا ہے تو وہ اسے کھا نہیں سکتا، ایک بھوکے فقیر کے لیے شلغم چاندی سے بہتر ہے جس سے اس کی بھوک مٹ جاتی ہے۔اس کامطلب یہ ہے کہ انسان کو دیے پر راضی ہونا چاہیے۔رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

د ریا خرقه ئې خدائې مه کړه په غاړه

رحمان کوږ دستار تړلے قلندر دے[۸]

تواس کوخرقہ ئ مکروریاسے دور رکھ یارب

کہ رحمانؒ کج کلاہی میں بھی اک مردِ قلندر رہے

مطلب یہ کہ تم اپنے مقام کورِیاسے دُور رکھ کہ جس سے تیری عزت پہ حرف آنے کاخطرہ ہے، تم اپنی غربت میں بھی مردِ قلندر کی طرح جیو۔یہ شعر ویسے تورحمان باباؒ نے خود کو مخاطب کہہ کر کہاہے لیکن ان کا مقصد دوسرے انسانوں کواس سے سبق حاصل کرناہے۔سلطان باہوؒ قناعت کے حوالے سے کہتے ہیں۔

دنیاکارن بہہ بہہ روون، شیخ مشائخ چشتی ہُو　　　نِت اساڈے کھلے کھاندی ایہادنیازِ شتی ہُو

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

جیندے اندر حُب دنیادی بُڈی اوہناں دی کشتی ہُو ترک دنیا تھیں قادری کیتی باہو، حاصل راہ بہشتی ہُو(۹)

مطلب یہ کہ اس بری دنیا کو ہم ہمیشہ جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں حالاں کہ اس کی طلب میں شیخ، مشائخ اور چشتی کہلانے والے گوشوں میں بیٹھ بیٹھ کر دن رات رونے میں گزار دیتے ہیں، ہم اس بات کو جانتے ہیں کہ جس شخص کے اندر دنیا کی محبت ہو اس کی کشتی بیچ منجدھار ڈوب جاتی ہے۔ باہو! ہمارے مرشد کامل نے دنیا کو چھوڑ کر ہی جنت حاصل کی تھی۔ سعدیؒ کہتے ہیں۔

دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جاے اوست چوں مرد بر فتار ز جاے و مقام خویش
شب ہر توانگرے بسر اے ہمیرود درویش ہر کجا کہ شب آمد سرا ے اوست(۱۰)

جب آدمی اپنے وطن اور جگہ سے نکل گیا تو پھر کیا غم ہے ساری دنیا اس کی جگہ ہے
فقیر کو جہاں رات ہو گئی وہی اس کا گھر ہے مالدار ہر رات کو ایک گھر میں جاتا ہے

شیخ سعدیؒ نے ان اشعار میں فقیر کی زندگی کو ایک اچھے انداز میں بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ امیر لوگ تو اپنے مال اور دولت میں ایسے گھرے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور رات بسر کرنے کو تیار نہیں ہوتے جب کہ فقیروں کو یہ غم لاحق نہیں ہوتا، ان کا تو جہاں بھی جی چاہا وہیں بسیرا کر لیا۔ رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

طمع مه کړه په دنیا کښې د نشاط
بیا به نه مومې نشاط په دا بساط(۱۱)

یعنی اس دنیا میں مسرت و نشاط کی توقع نہ رکھ، کیوں کہ اس بساط پر تو کبھی مسرت و نشاط نہیں پا سکتا۔ سیدھی بات ہے کہ یہ دنیا ہمیشہ کے لیے قائم رہنے والی نہیں۔ اب اگر حقیقت یہ ہے تو پھر انسان کو یہاں کی خوشیوں پر نازاں نہیں ہونا چاہیے۔ سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

راہ فقر دے پرے پریرے اوڑک کوئی نہ دسّے ہُو نہ اوتھے پڑھن پڑھاون کوئی نہ اوتھے مسئلے قصے ہُو
ایہہ دنیا بت پرستی مت کوئی اس تے وِسے ہُو موت فقیری جیں سر آوے باہو، معلم تھیوے تِسے ہُو(۱۲)

فقیری کی راہ بڑی لمبی اور کٹھن ہوتی ہے کہ اس کا سرا دکھائی نہیں دیتا۔ وہاں نہ پڑھنے پڑھانے کا کام ہوتا ہے اور نہ کوئی مسئلے اور قصے بیان میں آتے ہیں۔ یہ دنیا تو بت پرستی کی مانند ہے لہٰذا کسی کو بھی اس کے ساتھ دل نہیں لگانا چاہیے۔ باہو! جسے فقیری کی موت آجائے اسے ہی اس کا کچھ علم ہوتا ہے۔ جب کہ سعدیؒ کے نزدیک۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

”ہر گز از دور زماں نالیدہ ام وروے از گردش ایام درہم نکشیدہ مگر وقتیکہ پایم برہنہ بود و استطاعت پاپوشی نداشتم بجامع کوفہ در آمدم دل تنگ یکے را دیدم کہ پاے نداشت سپاس نعمت حق بجاے آوردم وبرپے کفشی صبر کردم۔“(۱۳)

مطلب یہ کہ ہر گز دنیا کی گردش میں رویا نہیں ہوں اور زمانے کے مصائب سے ناک بھوں نہیں چڑھائی مگر ایک وقت میں کہ میرے پاؤں ننگے تھے اور مجھ میں جوتا پہننے کی حیثیت نہ تھی۔ میں کوفہ کی جامع مسجد میں آیا رنجیدہ۔ ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس کے پاؤں نہ تھے۔ خدا کی نعمت کا میں نے شکر ادا کیا اور ننگے پاؤں ہونے کی مصیبت پر میں نے صبر کیا۔ قناعت کے حوالے سے رحمان باباؒ کے اشعار ذہنوں کو خود شناسی کا آفاقی شعور عطا کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ دلوں کو وجدانی نور عطا کرتا ہے وہ قناعت کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

قناعت مې تر خرقې لاندې اطلس دے
پټ د درست جهان بادشاه ظاهر ګدا یم (۱۴)

ہے زیر خرقہ، قناعت، مرے لیے اطلس
دردوں میں شاہ جہاں ہوں مگر بروں ہوں گدا

مطلب یہ کہ قناعت میرے لیے خرقے کے نیچے اطلس کی مانند ہے۔ رحمان باباؒ اپنے اس خیال کو ایک بار پھر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ میں باطن سے ساری دنیا کا بادشاہ ہوں اور ظاہر سے ایک فقیر ہوں۔ سلطان باہوؒ کہتے ہیں۔

سو ہزار تنہاں توں صدقے جو نہ بولن پھکّا ہُو   لکھ ہزار تنہاں توں صدقے جیہڑے گل کریندے ہکا ہُو
لکھ کروڑ تنہاں توں صدقے جیہڑے نفس رکھیندے جھکا ہُو   نیل پدم تنہاں توں صدقے باہو، جیہڑے سون سداون سکا ہُو (۱۵)

ان لوگوں پہ سو ہزار بار قربان جاؤں جو کسی حال میں بھی زبان سے گلہ نہیں کرتے۔ ان لوگوں پر کئی لاکھ ہزار مرتبہ صدقے اور قربان جو ایک ہی سچی بات کرتے ہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں ان خاص بندگانِ حق پر صدقے اور قربان جو ہمیشہ اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہیں۔ باہو! اربوں کھربوں بل کہ نیل اور پدم بار ان بندگانِ خدا پر صدقے اور قربان جاؤں جو معرفت کے انتہائی بلند مقام پر پہنچ کر بھی خود کو معمولی اور حقیر جانتے ہیں۔ سعدیؒ کہتے ہیں۔

ہر کہ بر خود درِ سوال کشاد　　تا بمیرد نیاز مند بود
آز بگذار و پادشاہی کن گردن بے طمع بلند بود ا(۱۶)

جس کسی نے اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول لیا　　جب تک وہ مرے گا حقیر ہو کر رہے گا
حرص چھوڑ دے اور بادشاہی کر　جو حرص نہیں کرتا وہ سربلند رہتا ہے

شیخ سعدیؒ نفس کو مارنے کے لیے قناعت کو بہت ضروری سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کسی نے مخلوق کی محتاجی اختیار کی، جب وہ مرے گا تو ذلیل و رسوا ہو کر مرے گا اس کے برعکس جو انسان حرص اور دنیا کی جاہ چھوڑ کر قناعت اختیار کرے گا وہ ہمیشہ کے لیے باعزت رہے گا۔ رحمان بابا رقم طراز ہیں۔

ځان هله ورته بادشاه شي
چې ئې ستا د در ګدا کا (۱۷)

رحمان باباؒ صاف کہتے ہیں کہ جب انسان خود کو اللہ تعالیٰ کے در کا فقیر بنا دے، حقیقت میں وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ جن لوگوں نے خود کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے کیا، دیے پر راضی رہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اصل میں وہی لوگ بادشاہ ہیں۔ سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

سبق صفاتی سوئی پڑھدے جو وت ہینے ذاتی ہُو　　علموں علم اوہناں نوں ہو یا جیہڑے اصلی تے اثباتی ہُو
نال محبت نفس کٹھو نہیں کڈھ قضادی کاتی ہُو　　بہرہ خاص انہاں نوں باہو جنہاں لدھا آب حیاتی ہُو (۱۸)

صفاتی سبق وہی پڑھتے ہیں جو ذاتی سبق پڑھنا جانتے ہوں۔ ظاہری علم سے حقیقی علم انہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو اصلی اور اثباتی ہوں۔ ایسے لوگ وہ ہوتے ہیں جو قضا کی چھری سے اپنے نفس کو مار دیتے ہیں۔ باہو! معرفت کی بلندیوں کو وہی چھوتے ہیں جو آبِ حیات پی لیتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں۔

ہم رقعہ دوختن و بہ الزام کنج صبر　کز بہر جامہ رقعہ بر خواجگاں نشبت
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است　　رفتن بپایمردی ہمسایہ در بہشت (۱۹)

پیوند لگانا اور گوشۂ صبر میں ہر وقت بیٹھے رہنا بہتر ہے، اس سے کہ کپڑے کے لیے بڑے آدمیوں کے پاس خط لکھے۔ قسم خدا کی کہ جس نے پڑوسی کی مدد سے جنت میں جانا چاہا وہ دوزخ کے عذاب کے لیے بنا ہے۔ شیخ سعدیؒ یہاں صبر اور قناعت کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جتنی بھی تکالیف ہوں، گزر جائیں گی مگر

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

جو اللہ تعالیٰ کے بغیر دوسروں سے مدد مانگتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے۔ قناعت کے حوالے سے رحمان باباؒ لکھتے ہیں۔

کہ یو ځلې سر د خدائې په لوري ټیټ کړې
په قیامت به سربلند شې د هر چا [۲۰]

سر جھکانا خدا کو ایک ہی بار
سربلندی ہے حشر میں گویا

یعنی اگر تم ایک مرتبہ خدا کے آگے سر جھکا دو تو قیامت کے دن سب سے سربلند ہو جاؤ گے۔ یہ مانی ہوئی حقیقت ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے سربسجود نہیں ہو گا۔ اگر اس دنیا میں کسی بھی انسان نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگی، اس نے شرک کیا۔ رحمان باباؒ اس خیال کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مومن کی صفات میں یہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے سربسجود ہو۔ قناعت کے حوالے سے سلطان باہوؒ کہتے ہیں۔

صورت نفس امارہ دی کوئی کتا گلر کالا ھُو — کوکے، کُکے تے لہو پیوے، منگے چرب نوالا ھُو
کھبے پاسوں اندر بیٹھا دل دے نال سنبھالا ھُو — ایہہ بدبخت ہے وڈا ظالم باھو، کر سی اللہ ٹالا ھُو [۲۱]

نفس امارہ کی صورت ایسے ہی ہے جیسے کالا کُتا ہو۔ یہ خوب بھونکتا اور خون پینے والا ہے اور کھانے کے لیے تَر نوالا مانگتا ہے، سینے کے اندر دل کے پاس بائیں جانب خوب جم کر بیٹھا ہوا ہے۔ باہو! نفس امارہ کا یہ کُتا بڑا ظالم ہے۔ اس کے اثرات سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بچا سکتی ہے۔ شیخ سعدیؒ کے نزدیک۔

”خواہندہ ئ مغربی در صفِ بزازان حلب می گفت اے خداوندانِ نعمت اگر شمارا انصاف بودے ومارا قناعت رسم سوال از جہاں برخاستے“[۲۲]

مطلب یہ کہ ملک مغرب کا ایک فقیر حلب کے بزازوں کے بازار میں کہہ رہا تھا اے دولت مندو اگر تم میں انصاف ہوتا اور ہم میں قناعت ہوتی تو سوال کا دستور دنیا سے اُٹھ جاتا۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

شیخ سعدیؒ کے اس قول میں ایک اہم نکتے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر ایک طرف دولت مندوں میں انصاف ہوتا اور دوسری طرف فقیروں میں قناعت ہوتی تو دنیا میں ایک انسان کو دوسرے انسان سے مانگنے کا دستور نہ ہوتا۔ رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

چې کېمیا د قناعت ئې په لاس کېوزي
که ګدا د قارون په سېر توانګر شي[۲۳]

جسے کیمیائے قناعت ہاتھ آجائے وہ اگر فقیر بھی ہو تو مثل قارون تونگر بن جاتا ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں جس نے بھی صبر کا دامن تھاما، اگر وہ فقیر بھی ہے تو حقیقت میں قارون سے بھی زیادہ مالدار بن گیا کیوں کہ دنیا تو ختم ہونے والی ہے۔ قناعت کے حوالے سے سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

جیں دن دا میں درتینڈے تے سجدہ صحی ونج کیتا ہُو　　اس دن دا سر فدا اتھائیں، میں بیا در بار نہ لیتا ہُو
سر دیون سِرّ آکھن ناہیں، اساں شوق پیالا پیتا ہُو　　میں قربان تنہاتوں باہو جنہاں عشق سلامت کیتا ہُو[۲۴]

اے اللہ تیرے حضور جب سے میں نے سر (دل کی گہرائیوں سے) جھکایا ہے اسی دن سے میں تجھ پر قربان ہو چکا ہوں اور دوسرے در پر جانے کا خیال ہی نہیں آتا۔ میں اپنا سر تو قربان کر سکتا ہوں مگر خدائی رازوں کو آشکار نہیں کر سکتا کیوں کہ میں نے عشق الٰہی کے شوق کا پیالہ پی رکھا ہے۔ باہو! اُن لوگوں کے قربان جاؤں جن کا عشق صحیح سلامت پایہ تکمیل کو پہنچا۔ جب کہ شیخ سعدیؒ اس خیال کو بھی یوں رقم کرتے ہیں۔

اے قناعت توانگرم گرداں　که ورائے تو ہیچ نعمت نیست
کنج صبر اختیار لقمان نیست　ہر کرا صبر نیست حکمت نیست[۲۵]

مطلب یہ کہ اے قناعت! تو مجھ کو مالدار کر دے کہ تجھ سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے۔ صبر کا گوشہ عقل مند کو پسند ہے جو صبر نہیں رکھتا اس میں عقل مندی نہیں ہے۔ یہاں شیخ سعدیؒ نے دو باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے ایک قناعت پسندی کی طرف اور دوسری عقل مندی کی طرف۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جس نے صبر کیا اس نے عقل مندی سے کام لیا اور جنہوں نے صبر نہیں کیا وہ بے وقوف ہیں۔ رحمان باباؒ فرماتے ہیں۔

چې توانګر د قناعت په خزانه شي
نور به څه کاندي دینار او درمونه[۲۶]

یعنی جسے قناعت کا خزانہ تونگر بنادے، اسے درہم و دینار کی حاجت نہیں رہتی۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ لوگ مال و دولت کے پیچھے پڑے ہیں، کسی میں بھی قناعت کی خوبی نہیں پائی جاتی۔ سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

مال جان سب خرچ کیچوے، کریئے خرید فقیری ہُو　　فقر کنوں رب حاصل ہووے کیوں کیجے دلگیری ہُو

دنیاکارن دین ونجاون کوڑی شیخی پیری ہُو　　ترک دنیا تھیں قادری کیتی باہو، شاہ میراں دی میری ہُو(۲۷)

مال اور جان خرچ کر کے ہمیں فقیری خرید لینی چاہیے۔ اس بیوپار میں غمگین کیوں ہوا جائے کہ یہ کوئی گھاٹے کا سودا نہیں کیوں کہ فقر ہی انسان کو محبوب سے ملاتا ہے۔ جو لوگ دنیا کی خاطر دین کو گنوا بیٹھتے ہیں ان کی شیخی اور پیری جھوٹ کا پلندہ ہے۔ باہو! مرشد کامل شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے دنیا کو چھوڑ کر ہی سرداری اور امیری کے مرتبے کو حاصل کیا۔

رحمان باباؒ، شیخ سعدیؒ اور سلطان باہوؒ کا کلام شاعرانہ محاسن سے بھرپور ہے۔ انہوں نے موزوں تشبیہات و استعارات سے اپنے کلام کو مزین کیا ہے۔ تینوں شعرانے انسانی زندگی کی ناپائیداری کے مضمون کو بیان کرکے زندگی کو بے لگام گھوڑے سے تشبیہہ دی ہے۔ جس طرح رحمان باباؒ کے صوفیانہ اور عاشقانہ خیالات کی وضاحت فصاحت و بلاغت سے ہوئی ہے، ٹھیک اسی طرح شیخ سلطان باہوؒ اور شیخ سعدیؒ کی شاعری اور ان کے اقوال و حکایات بھی ان کے خیالات کی ترجمانی کرتی ہیں۔ ان تینوں کی شاعری انتہائی بلیغ، جامع اور معنویت سے بھرپور ہے۔ ان کی شاعری کی روح، تاثیر، لطف اور دیگر شاعرانہ نزاکتیں نظیر نہیں رکھتیں۔ تینوں شعرانے دین اور دنیا کو الگ الگ کرکے دکھایا اور لوگوں کو اپنی شاعری کے ذریعہ اس دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کیا نیز لوگوں کو زندگی کی اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کی اپنی پوری کوشش کی۔

حوالہ جات

۱۔ کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ ایم فل اُردو) سید عطاء اللہ شاہ۔ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔ ۱۸۳

۲۔ کلام سلطان باہوؒ (مع اُردو ترجمہ)۔ ڈاکٹر انعام الحق جاوید، ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر ۲۰۱۷ء ص۔ ۱۶۰

۳۔گلستان(مترجم مولوی عبد الباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انار کلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۵۶

۴۔کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ایم فل اُردو)سید عطاء اللہ شاہ۔علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔۱۸۳

۵۔کلام سلطان باہوؒ(مع اُردو ترجمہ)۔ڈاکٹر انعام الحق جاوید، ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر ۲۰۱۷ء ص۔۱۴۹

۶۔ جعفر ایک کیمیا گر کا نام تھا جس کا بنایا ہوا سونا نہایت کھرا اور خالص ہو تا تھا۔ بعض کے نزدیک یہاں جعفر برمکی مراد ہے کہ اُس کے حکم سے تمام کھوٹے سونے کو خالص کیا گیا۔

۷۔گلستان(مترجم مولوی عبد الباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انار کلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۷۱

۸۔کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ایم فل اُردو)سید عطاء اللہ شاہ۔علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔۱۸۳

۹۔کلام سلطان باہوؒ(مع اُردو ترجمہ)۔ڈاکٹر انعام الحق جاوید، ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر ۲۰۱۷ء ص۔۱۷۰

۱۰۔گلستان(مترجم مولوی عبد الباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انار کلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۷۹

۱۱۔کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ایم فل اُردو)سید عطاء اللہ شاہ۔علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔۱۵۹

۱۲۔کلام سلطان باہوؒ(مع اُردو ترجمہ)۔ڈاکٹر انعام الحق جاوید، ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر ۲۰۱۷ء ص۔۱۰۵

۱۳۔گلستان(مترجم مولوی عبد الباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انار کلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۷۱

۱۴۔فارغ بخاری، رحمان بابا۔ منظوم اُردو ترجمہ از فارغ بخاری و رضا ہمدانی، اسلام آباد، لوک ورثہ کا قومی ادارہ۱۹۷۷ء ص۔۲۶

۱۵۔کلام سلطان باہوؒ(مع اُردو ترجمہ)۔ڈاکٹر انعام الحق جاوید،ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر۲۰۱۷ء ص۔۱۱۴

۱۶۔گلستان(مترجم مولوی عبد الباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انار کلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۲۰۱

۱۷۔فارغ بخاری،رحمان بابا،منظوم اُردو ترجمہ،اسلام آباد،لوک ورثہ کا قومی ادارہ،پاکستان۱۹۷۷ء ص۔۱۷۸

۱۸۔کلام سلطان باہوؒ(مع اُردو ترجمہ)۔ڈاکٹر انعام الحق جاوید،ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر۲۰۱۷ء ص۔۱۱۰۔۱۱۱

۱۹۔گلستان(مترجم مولوی عبد الباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انار کلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۵۷

۲۰۔فارغ بخاری، رحمان بابا۔ منظوم اُردو ترجمہ از فارغ بخاری و رضا ہمدانی، اسلام آباد، لوک ورثہ کا قومی ادارہ۱۹۷۷ء ص۔۱۵۳

۲۱۔کلام سلطان باہوؒ(مع اُردو ترجمہ)۔ڈاکٹر انعام الحق جاوید،ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر۲۰۱۷ء ص۔۱۱۸،۱۱۷

۲۲۔گلستان(مترجم مولوی عبد الباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انار کلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۵۵

۲۳۔فارغ بخاری،رحمان بابا،منظوم اُردو ترجمہ،اسلام آباد،لوک ورثہ کا قومی ادارہ،پاکستان۱۹۷۷ء ص۔۱۶۵

۲۴۔کلام سلطان باہوؒ(مع اُردو ترجمہ)۔ڈاکٹر انعام الحق جاوید،ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر۲۰۱۷ء ص۔۷۵

۲۵۔گلستان(مترجم مولوی عبد الباری آسیؔ(مرحوم)۔مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انار کلی۔لاہور۔سن ندارد ص۔۱۵۵

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلّہ

۲۶۔ کلامِ رحمان باباؒ کے اُردو تراجم: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (تحقیقی مقالہ۔ ایم فل اُردو) سید عطاء اللہ شاہ۔ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ص۔ ۱۸۴

۲۷۔ کلام سلطان باہوؒ (مع اُردو ترجمہ)۔ ڈاکٹر انعام الحق جاوید، ڈاکٹر امجد علی بھٹی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد پاکستان اشاعتِ دوم نومبر ۲۰۱۷ء ص۔ ۱۶۰، ۱۵۹